خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم

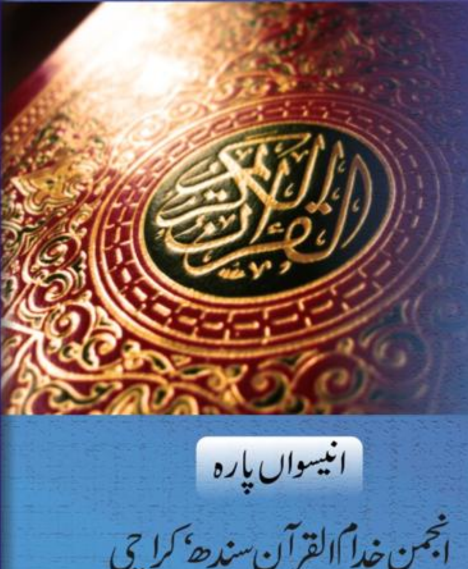

انیسواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

ای میل: info@quranacademy.com

ویب سائٹ: www.quranacademy.com

خلاصہ مضامینِ قرآن

انیسواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَۃُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا ؕ
لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا کَبِیْرًا ۝

(الفرقان:۲۱)

آیات ۲۱ تا ۲۲

مشرکینِ مکہ کے دو اعتراضات

مشرکینِ مکہ اِس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور اعمال کی جوابدہی کے حوالے سے خبردار کریں۔ وہ آخرت میں جوابدہی کی حقیقت کو غلط ثابت کرنے کے لیے آپ ﷺ کی پوری دعوت ہی میں اعتراضات کے ذریعہ شکوک وشبہات پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اِن آیات میں ان کے دو اعتراضات بیان کیے گئے ہیں:

i- اللہ فرشتے بھیج کر ہم پر براہِ راست وحی نازل کیوں نہیں کر دیتا؟

ii- اللہ بذاتِ خود سامنے آ کر کیوں نہیں بتاتا کہ محمد ﷺ میرے نبی اور قرآن میرا کلام ہے؟

اعتراضات کے جواب میں فرمایا گیا کہ جس روز فرشتے اِن کافروں کی جان نکالنے یا اِن پر عذاب نازل کرنے آئیں گے اُس روز اِن کافروں کے لیے کوئی اچھی خبر نہ ہوگی۔ اُس روز یہ فریاد کرتے ہوئے پکاریں گے کہ ہے کوئی پناہ گاہ جہاں وہ چھپ کر خود کو عذاب سے بچا سکیں؟

آیات ۲۳ تا ۲۴

کافروں کی نیکیوں کا انجام

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ ایمان کے بغیر کیے گئے اعمال کی اللہ کے ہاں کوئی قدر نہیں۔ اللہ آگے بڑھ کر کافروں کی نیکیوں کو ٹھوکر مار کر ریزہ ریزہ کر دے گا۔ اِس کے برعکس ایمان کے

ساتھ نیکیاں کرنے والوں کو جنت میں حسین ٹھکانا اور بہترین نعمتیں عطا کی جائیں گی۔خاص طور پر دوپہر کے آرام کے لیے نہایت عمدہ مقام فراہم کیا جائے گا۔

آیات ۲۵ تا ۲۶

قیامت کا دن کافروں پر بھاری ہوگا

اِن آیات میں یہ منظر بیان کیا گیا کہ روزِ قیامت آسمان بادلوں سمیت پھٹ جائے گا۔اُس روز کل اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔کافروں پر وہ دن بہت بھاری ثابت ہوگا۔فرشتے لگاتار اتریں گے اور اللہ کے حکم سے کافروں کو اُن کے کفر کی سزا دیں گے۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

بری دوستی کا انجام

یہ آیات روزِ قیامت ایک ظالم انسان کی حسرت بھری فریاد بیان کر رہی ہیں۔وہ ندامت سے اپنا ہاتھ چباتے ہوئے پکارے گا کہ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کے راستے کی پیروی کی ہوتی۔کاش میں نے فلاں شخص سے دوستی نہ کی ہوتی۔میں نے جب بھی کسی نیکی کا ارادہ کیا اُس بدبخت نے مجھے نیکی سے دور رہنے اور گناہ کا کام کرنے کی پٹی پڑھائی۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

اللہ کے رسول ﷺ کا شکوہ

اِن آیات میں اُس شکوہ کا بیان ہے جو روزِ قیامت اللہ کے رسول ﷺ، اللہ کی بارگاہ میں پیش فرمائیں گے۔وہ شکوہ یہ ہوگا کہ میری قوم نے قرآن جیسی عظیم نعمت کی ناقدری کی اور اِس سے کنارہ کشی کر لی۔آیت ۳۱ میں فرمایا کہ قرآن سے کنارہ کشی کرنے والے مجرم ہیں اور ہر نبی کے خلاف ایسے مجرم دشمن بن کر آتے رہے ہیں۔البتہ اللہ نے اِن دشمنوں کے عزائم کو ہمیشہ ناکام بنا دیا اور نبی ﷺ کی مدد کے لیے اسباب اور مخلص ساتھی فراہم کر دیے۔تفسیرِ عثمانی میں آیت ۳۰ کی وضاحت میں تحریر کیا گیا کہ:

”آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا، اُس میں تدبر نہ کرنا، اُس پر عمل نہ کرنا، اُس کی تلاوت نہ کرنا، اُس کی تصحیحِ قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا، اُس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا، یہ سب صورتیں درجہ بہ درجہ ہجرانِ قرآن کے تحت میں داخل ہوسکتی ہیں“۔

اللہ ہمیں قرآنِ مجید کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

آیات ۳۲ تا ۳۴

کافروں کا ایک اور اعتراض

کافر اعتراض کر رہے تھے کہ قرآن پورے کا پورا ایک ساتھ نازل کیوں نہیں ہوتا؟ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن بنا رہے ہیں اور ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اِن آیات میں جواب دیا گیا کہ اللہ قرآن کو بتدریج حصوں میں نازل فرما رہا ہے تاکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی اور ثابت قدمی کا ذریعہ بنے۔ جستہ جستہ قرآن کا نزول سمجھنے اور یاد رکھنے کے لیے آسان ہے۔ جب بھی کوئی مسئلہ سامنے آتا ہے، کوئی اعتراض کیا جاتا ہے، کوئی سوال پوچھا جاتا ہے، کفار کی طرف سے ایذا پہنچائی جاتی ہے، اللہ قرآن کے نزول کے ذریعہ معاملہ حل کر دیتا ہے جس سے نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے۔ دوسری طرف اعتراضات کرنے والے ذلیل ہوتے ہیں اور اُن کی ذلت اُس وقت انتہا کو پہنچ جائے گی جب اُنہیں اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

آیات ۳۵ تا ۴۰

ماضی کی عبرتناک داستانیں

اِن آیات میں کئی قوموں کے عبرتناک انجام کا بیان ہے۔ اِن قوموں میں آلِ فرعون، قومِ نوحؑ، قومِ عاد، قومِ ثمود، کنوئیں والے اور قومِ لوطؑ شامل ہیں۔ رسولوں نے اِن قوموں کے سامنے حق کی دعوت پیش کرنے کا حق ادا کر دیا۔ بدقسمتی سے اِن قوموں کی اکثریت نے حق کی دعوت کا مذاق اڑایا اور پھر اللہ نے بھی اُنہیں تباہ کر کے ماضی کی عبرتناک داستان بنا دیا۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

گستاخانِ رسول کا برا انجام

مشرکینِ مکہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کو دیکھتے تو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے۔ آپ ﷺ کی رسالت کا مذاق اڑاتے اور بڑے فخر سے کہتے کہ اُنہوں نے تو ہمیں شرک سے ہٹانے کی بڑی کوشش کی لیکن ہم نے شرک پر جمے رہ کر اُن کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ اِن آیات میں گستاخانِ رسول کو خبردار کیا گیا کہ جب وہ شرک اور اپنی گستاخیوں کی بدترین سزا پائیں گے تو جان لیں گے کہ کون حق پر تھا اور کون پرلے درجہ کی گمراہی پر تھا؟

آیات ۴۳ تا ۴۴

نفس کی پیروی بھی شرک ہے

یہ آیات آگاہ کررہی ہیں کہ کچھ لوگوں کا معبود اُن کی خواہشاتِ نفس ہوتی ہیں۔ وہ اللہ کے احکامات کے بجائے نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ بقول مولانا رومؒ:

نفس ماہم کم تر از فرعون نیست

لیک اُو را عون ، ایں را عون نیست

’’ہمارا نفس کسی طرح بھی فرعون سے کم نہیں۔ اُس کے پاس لشکر تھا لہٰذا اُس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔
ہمارے نفس کے پاس لشکر نہیں اِس لیے یہ خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا۔

نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے انسان نہیں درحقیقت حیوان ہیں۔ وہ زندگی نہیں گزار رہے بلکہ زندگی اُنہیں گزار رہی ہے۔ اللہ ہمیں حیوانی تقاضوں سے بلند تر پاکیزہ مقصدِ زندگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ ایسا مقصدِ زندگی جس کی وجہ سے اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ یہ مقصدِ زندگی ہے صرف اور صرف اللہ ہی کی بندگی کرنا۔

آیات ۴۵ تا ۵۱

اللہ کی نعمتیں ہی نعمتیں

اِن آیات میں اللہ کی کئی نعمتوں کا تذکرہ ہے۔ سایہ، دھوپ، سورج، دن، رات، نیند، ٹھنڈی

ہوائیں، بارش، پانی اور پانی کی گردش کا نظام (جس سے سارا سال انسانوں اور دیگر مخلوقات کو تازہ پانی فراہم ہوتا رہتا ہے) بلا شبہ اللہ ہی کی عطا کردہ نعمتیں ہیں۔ بد قسمتی سے انسانوں کی اکثریت اِن نعمتوں سے استفادہ کر کے کام وہ کرتی ہے جو اللہ کو ناراض کرنے والے ہیں۔ واقعی انسانوں کی اکثریت بڑی ہی احسان فراموش ہے۔

آیت ۵۲

جہاد بالقرآن

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ کفار کے خلاف قرآنِ حکیم کے ذریعہ جہاد کریں۔ جہاد بالقرآن یہ ہے کہ قرآن کے ذریعہ اُن پر حق کو واضح کرنا، اُن کے باطل عقائد کی نفی کرنا اور اُن کے اعتراضات وسوالات کے جوابات دے کر اُن پر اتمامِ حجت کرنا۔ نبی اکرم ﷺ نے نبوی زندگی کے پورے ۲۳ برس جہاد میں گزارے۔ اِن میں سے ۱۵ برس تک آپ ﷺ نے صرف جہاد بالقرآن کیا اور دعوت کے ذریعے منظّم اور تربیت یافتہ ساتھیوں کی ایک جماعت تیار کر لی۔ بقیہ ۸ برس آپ ﷺ نے جہاد بالقرآن بھی جاری رکھا اور اِس کے ساتھ ساتھ منظّم جماعت کے ذریعہ عسکری جہاد کر کے دین حق کو غالب کر دیا۔ گویا آپ ﷺ کے جہاد میں جہاد بالقرآن کو زیادہ اہمیت حاصل رہی۔ بقول اکبر الہ آبادی ؎

خدا کے کام دیکھو بعد کیا ہے اور کیا پہلے
نظر آتا ہے مجھ کو بدر سے غارِ حرا پہلے

غارِ حرا سے جہاد بالقرآن شروع ہوا اور بدر سے عسکری جہاد۔ اللہ ہمیں بھی ابتدائی طور پر قرآن سیکھنے اور دوسری تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم بھی ایسی منظّم جماعت فراہم کر لیں جو غلبۂ دین کی جدوجہد کے آئندہ مراحل کے لیے اپنا کردار ادا کر سکے۔ آمین

آیات ۵۳ تا ۵۵

اللہ کی کچھ اور نعمتیں

یہ آیات اللہ کی وہ نعمتیں بیان کر رہی ہیں جن کا تعلق پانی سے ہے۔ اللہ نے پانی کے دو طرح

کے سوتے بہا دیئے ہیں۔ایک کا ذائقہ کڑوا اور نمکین ہے جبکہ دوسرا میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے۔دونوں باہم بہتے ہیں لیکن اُن کے درمیان ایک ایسا پردہ ہے جس سے اُن کی آپس میں آمیزش نہیں ہوسکتی۔پھر اللہ نے پانی ہی سے انسان کو تخلیق فرمایا اور اُس کی سہولت و مدد کے لیے دو طرح کے رشتہ دار بنائے۔ایک پیدائش کے سبب سے اور دوسرے نکاح کی وجہ سے۔بلاشبہ اللہ کے احسانات بے شمار ہیں۔البتہ انسانوں کی اکثریت کی احسان فراموشی ہے کہ وہ اللہ کے سوا ایسی ہستیوں کو معبود بناتی ہے جو نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نقصان۔اللہ ہی اِن ناشکروں کو اپنی روش پر توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

آیات ۵۶ تا ۶۰

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی عظمت

اِن آیات میں اللہ نے پہلے اپنے حبیب ﷺ کی اور پھر اپنی عظمت کا اظہار فرمایا۔اللہ کے رسول ﷺ نیک لوگوں کو بہترین انعامات کی بشارت دینے والے اور گناہ گاروں کو برے انجام سے خبردار کرنے والے ہیں۔آپ ﷺ کی تبلیغ بالکل بے غرض و بے لوث ہے جس کا مقصد صرف اور صرف نوعِ انسانی کی خیرخواہی ہے۔آپ ﷺ کا بھروسہ اسباب یا لوگوں پر نہیں بلکہ عظمتوں والے اللہ پر ہے۔آپ ﷺ اُسی اللہ کی تسبیح وحمد کرتے ہیں جو زندۂ جاوید اور تمام انسانوں کے اعمال سے واقف ہے۔اُسی نے پوری کائنات بنائی اور وہی اِس کائنات کا تن تنہا مالک ہے۔بلاشبہ وہ رحمان ہے یعنی انتہائی رحم کرنے والا۔کوئی مانے یا نہ مانے اللہ تعالیٰ تو بلندیوں کی معراج پر ہے۔البتہ یہ مشرکینِ مکہ کی محرومی ہے کہ جب اُنہیں کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کریں تو وہ اللہ کی رحمان والی شان ہی کا انکار کردیتے ہیں اور اِن بدبختوں کی سرکشی مزید بڑھ جاتی ہے۔اللہ ہم سب کو ایسی جاہلانہ روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔آمین!

آیات ۶۱ تا ۶۲

اللہ کی نشانیوں پر غور ...... تذکر و تشکر کا ذریعہ

یہ آیات اللہ کی نشانیوں پر غور وفکر کے ثمرات بیان کررہی ہیں۔ستاروں سے جگمگاتا ہوا آسمان،

جلتا ہوا سورج، چمکتا ہوا چاند اور ایک دوسرے کا تعاقب کرتے ہوئے دن رات اللہ کی عظیم نشانیاں ہیں۔ اِن نشانیوں پر غور وفکر سے ایک طرف تو اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے یعنی یہ یقین دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کوئی عظیم خالق وقادر ہستی ہے جس نے اُنہیں بنایا ہے اور وہی یہ نظام کائنات چلا رہا ہے۔ دوسری طرف اللہ کے لیے شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کیونکہ یہ تمام نعمتیں انسانوں کے استفادہ کے لیے ہی بنائی گئی ہیں۔ گویا اللہ کی آیات پر غور وفکر کا حاصل ہے تذکر وتشکر۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

اے اللہ ہمیں اپنے ذکر، اپنے شکر اور اچھی طرح سے اپنی عبادت کی توفیق عطا فرما۔ آمین!

آیات ۶۳ تا ۶۷

اللہ کے محبوب بندوں کے پانچ اوصاف

اِن آیات میں اللہ کے محبوب بندوں کے پانچ اوصافِ حمیدہ کا ذکر ہے:

i- وہ خود کو آقا نہیں بندہ سمجھتے ہیں اور بڑی عاجزی وانکساری سے پیش آتے ہیں۔

ii- دعوت وتبلیغ کے دوران اگر کوئی جذباتی انسان اُن سے الجھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ بڑی خوبصورتی کے ساتھ سلام کہہ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔

iii- وہ طویل قیام وسجود کے ساتھ نمازِ تہجد کا اہتمام کرتے ہیں۔

iv- وہ جہنم کی ہولناکی سے لرزاں وترساں رہتے ہیں اور اِس سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

v- وہ مال خرچ کرتے ہوئے میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔ نہ بخل کرتے ہیں اور نہ ہی اسراف۔

آیات ۶۸ تا ۷۱

بڑے بڑے گناہ اور اُن سے توبہ کے ثمرات

اِن آیات میں شرک، قتلِ ناحق اور زنا کو بڑے گناہ قرار دیا گیا۔ وعید سنائی گئی کہ جس نے اِن

گناہوں کا ارتکاب کیا وہ سزا پا کر رہے گا۔ روزِ قیامت اُس کی سزا میں مزید اضافہ کیا جائے گا۔ یہ عذابِ قبر کی طرف اشارہ ہے۔ قیامت سے پہلے اُسے عذابِ قبر کا سامنا کرنا پڑے گا اور پھر روزِ قیامت مزید بڑے عذاب یعنی آتشِ جہنم میں جلنا ہوگا۔ البتہ اگر کوئی سچی توبہ کر لے تو سزا سے بچ جائے گا۔ سچی توبہ یہ ہے کہ اللہ سے بڑی ندامت کے اظہار کے ساتھ بخشش کی التجا کرے، اللہ کی طرف پلٹنے کے عزم کا اظہار کرے، اپنے اُس ایمان کو پھر سے تازہ کرے جس میں کمی کی وجہ سے گناہوں میں ملوث ہوا، اگر کسی بندہ کا حق مارا ہے تو اُسے راضی کرے اور اب ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنا شروع کر دے۔ ایسے لوگوں کی توبہ نہ صرف قبول کی جائے گی بلکہ اللہ اُن کے نامۂ اعمال میں برائیوں کی جگہ اچھائیاں تحریر فرما دے گا۔ آخر میں اِس بات پر روز دیا گیا کہ سچی توبہ اُسی کی ہے جس کی زندگی توبہ کے بعد پاکیزہ اور نیکیوں سے آراستہ ہوگئی ہو۔ زندگی کے رُخ کا نیکیوں کی طرف پلٹ جانا توبہ کی قبولیت کی علامت ہے۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

اللہ کے محبوب بندوں کی چار صفات

یہ آیات اللہ کے محبوب بندوں کی چار صفات بیان کر رہی ہیں:

- i اللہ کے محبوب بندے جھوٹ بولنا تو درکنار کسی ایسی محفل میں موجودگی تک گوارا نہیں کرتے جہاں جھوٹ بولا جا رہا ہو یا جھوٹ پر مبنی کوئی معاملہ طے پا رہا ہو۔
- ii اللہ کے محبوب بندے کسی لایعنی بات میں ملوث ہونا تو درکنار بلکہ ایسی جگہ کھڑا ہونا بھی پسند نہیں کرتے جہاں وقت کی بربادی کی کوئی سرگرمی انجام دی جا رہی ہو۔
- iii اللہ کے محبوب بندوں کو جب اللہ کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو اُسے پوری توجہ اور عمل کی نیت سے سنتے ہیں۔
- iv اللہ کے محبوب بندے اپنی بیویوں اور اولادوں کے لیے پارسائی کی دعائیں کرتے ہیں اور اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ روزِ قیامت اُنہیں ایک ایسے گھرانے کے سربراہ کے طور پر حاضر کیا جائے جو متقیوں پر مشتمل ہو۔

آیات ۷۵ تا ۷۶

اللہ کے محبوب بندوں کا حسین انجام

روزِ قیامت اللہ کے محبوب بندوں کا استقبال سلامتی کی دعاؤں کے ساتھ کیا جائے گا۔ اُنہیں دنیا میں ایثار و قربانی کے بدلہ کے طور پر جنت کے بالا خانے عطا کیے جائیں گے۔ بلاشبہ جنت بہت ہی حسین مقام ہے۔ اُن انبیاء و شہداء کے لیے بھی جو فی الحال عارضی طور پر وہاں مقیم ہیں اور اُن تمام سعادت مندوں کے لیے بھی جو روزِ قیامت مستقل طور پر وہاں داخل کر دیے جائیں گے۔ اے اللہ ہم سب کو اپنے محبوب بندوں میں شامل فرما اور جنت الفردوس عطا فرما۔ آمین!

آیت ۷۷

مشرکینِ مکہ کے لیے دھمکی

اِس آیت میں مشرکینِ مکہ کو خبردار کر دیا گیا کہ تم دعوتِ حق پر بے بنیاد اعتراضات کر رہے ہو جس کا برا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ تم پر فوری عذاب بھی نازل کیا جا سکتا ہے لیکن اللہ کی سنت ہے کہ پہلے دعوت کے ذریعہ اتمامِ حجت کر دیا جائے۔ اگر تم نے اتمامِ حجت کے باوجود اپنی مجرمانہ روش سے توبہ نہ کی تو پھر سنگین نتائج اور دردناک عذاب کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

سورۂ شعراء

مشرکینِ مکہ پر اتمامِ حجت

یہ سورۂ مبارکہ آیات کی تعداد کے اعتبار سے سب سے طویل مکی سورۃ ہے۔ اِس سورۃ کے مضامین مشرکینِ مکہ پر آخری حجت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اِس سورۃ میں اللہ کی قدرتیں بیان کرنے کے بعد آٹھ بار یہ الفاظ آئے ہیں کہ :

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ اَکۡثَرُھُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿﴾ وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿﴾

”یقیناً اِس میں ہے نشانی اور اُن کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے اور بے شک

اے نبی ﷺ آپ کا رب زبردست ہے رحم کرنے والا"۔
مراد یہ ہے کہ جو اللہ کی نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو اللہ العزیز (بہت زبردست) ہے یعنی فوراً عذاب دے سکتا ہے۔ البتہ وہ الرحیم (رحم کرنے والا) بھی ہے لہٰذا اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۹ — مشرکینِ مکہ پر اتمامِ حجت کا اعلان
- آیات ۱۰ تا ۱۹۱ — مجرم قوموں کی داستانیں ...... مشرکینِ مکہ کے لیے عبرت
- آیات ۱۹۲ تا ۲۲۷ — عظمتِ قرآن

آیات ۱ تا ۴

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ قرآنِ کریم کی تعلیمات بالکل واضح ہیں۔ اِس کے باوجود مشرکینِ مکہ اِن پر ایمان لانے سے اعراض کر رہے تھے۔ اُن کی اِس روش پر نبی اکرم ﷺ انتہائی غمگین تھے۔ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی فرماتے ہوئے اُنہیں مشرکین کے حال پر افسوس نہ کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ ﷺ کی تسلی کے لیے فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تو ایسا معجزہ دکھا دے کہ تمام لوگ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں۔ لیکن اللہ کو تو وہ ایمان مطلوب ہے جو بالغیب ہو۔

آیات ۵ تا ۹

مشرکین پر عذاب آنے والا ہے

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کی مجرمانہ روش کا ذکر ہے۔ وہ اللہ کی کئی نشانیاں دیکھتے ہیں لیکن اللہ کی طرف نہیں پلٹتے بلکہ اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو حقارت سے ٹھکراتے ہیں۔ اب اُن پر حجت پوری ہو چکی ہے اور وہ عذاب سے دوچار ہونے والے ہیں۔ پھر جس طرح اللہ زمین کو اُس کے مردہ ہونے کے بعد دوبارہ زندہ کرتا ہے، اِسی طرح اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور آخرت کے شدید عذاب کا مزا چکھائے گا۔

آیات ۱۰ تا ۱۷

حضرت موسیٰ ؑ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم

یہ آیات وہ منظر بیان کر رہی ہیں جب حضرت موسیٰ ؑ پر نبوت کا ظہور ہوا۔ اللہ نے اُنہیں حکم دیا کہ مصر جا کر فرعون کو توحید کی دعوت دیں اور اُس سے بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ کریں۔ حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ فرعون کی قوم کا ایک آدمی قتلِ خطا کی صورت میں میرے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ سے انتقام لیں گے لہٰذا میرے ساتھ میرے بھائی ہارون ؑ کو رسالت سے سرفراز کر کے بھیجا جائے۔ اللہ نے یہ درخواست منظور فرمائی اور دونوں بھائیوں کو اپنی مدد کی یقین دہانی کے ساتھ فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

فرعون کا طعنہ اور حضرت موسیٰ ؑ کا منہ توڑ جواب

جب حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت ہارون ؑ نے فرعون کو جا کر حق قبول کرنے کی دعوت دی تو اُس نے حضرت موسیٰ ؑ کو ایک طعنہ دیا۔ اُس نے کہا کہ ہم نے اپنے محل میں تمہاری پرورش کی لیکن تم نے احسان فراموشی کرتے ہوئے ہمارے ہی ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ ؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مجھ سے یہ قتلِ خطا اُس وقت ہوا جب کہ میں ابھی حق کی تلاش میں تھا۔ اب اللہ نے مجھے حق سے آگاہ فرما کر نبوت سے سرفراز فرما دیا ہے، اور میری ماضی کی خطا کو معاف کر دیا ہے۔ البتہ ذرا اپنے گریبان میں جھانکو کہ تم مجھ پر پرورش کا احسان دھر رہے ہو اور تم نے میری پوری قوم کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ یہ جواب سن کر فرعون نے فوراً گفتگو کا موضوع بدل دیا۔

آیات ۲۳ تا ۳۳

حقیقی رب کون ہے؟

اِن آیات میں حضرت موسیٰ ؑ اور فرعون کے درمیان دلچسپ مکالمہ کا بیان ہے۔ فرعون نے

پوچھا کہ تمام جہانوں کا رب کون ہے؟ حضرت موسیٰ ؑ نے جواب دیا کہ وہ ہستی جو تمام آسمانوں اور پوری زمین کا رب ہے۔یعنی زمین کے مشرقی حصہ کا بھی رب ہے اور مغربی حصہ کا بھی۔ پھر وہ زمین پر موجود تمام انسانوں کا بھی رب ہے اور اُن تمام انسانوں کا بھی جو دنیا سے جا چکے ہیں۔ اِس جواب پر فرعون کو اپنے رب ہونے کے دعویٰ پر شرم محسوس ہوئی کیونکہ اُس کا اقتدار تو زمین کے انتہائی مختصر حصے یعنی مصر تک محدود تھا۔اُس نے بھرے دربار میں اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے حضرت موسیٰ ؑ کو مجنون قرار دیا اور قید کرنے کی دھمکی دی۔البتہ جب حضرت موسیٰ ؑ نے اپنی لاٹھی پھینکی اور وہ خطرناک اژدھا بن گئی تو فرعون کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ اِسی طرح حضرت موسیٰ ؑ کے ہاتھ نے ید بیضاء کی صورت اختیار کی تو وہ اور مرعوب ہو گیا اور اُس نے دربار برخواست کر دیا۔

آیات ۳۴ تا ۴۸

حضرت موسیٰ ؑ اور جادوگروں کے درمیان مقابلہ

فرعون نے حضرت موسیٰ ؑ کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دیا۔اُس نے اپنے سرداروں کے مشورہ سے طے کیا کہ حضرت موسیٰ ؑ کے معجزات کا توڑ ماہر جادوگروں کے ذریعہ سے کیا جائے۔ ملک بھر سے تمام ماہر جادوگروں کو جمع کیا گیا۔ جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکیں اور فرعون کی جے کا نعرہ لگایا۔ وہ لاٹھیاں اور رسیاں بظاہر رینگتے ہوئے سانپ محسوس ہوئے۔ حضرت موسیٰ ؑ نے اپنا عصا پھینکا جس نے حقیقی اژدھے کی صورت اختیار کرتے ہوئے جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل لیا۔ جادوگروں نے دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰ ؑ کا عصا حقیقی اژدھا بنا ہے اور ایسا ہونا جادو کے ذریعہ ممکن نہیں۔ لہٰذا وہ بے اختیار سجدہ میں گر گئے اور حضرت موسیٰ ؑ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آئے۔

آیات ۴۹ تا ۵۱

جادوگروں کی استقامت

یہ آیات ایمان لانے کے بعد جادوگروں کی استقامت بیان کر رہی ہیں ۔ فرعون نے

اُنہیں ہاتھ پاؤں کاٹنے اور صلیب پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ جادوگروں نے بڑے حوصلے سے جواب دیا کہ ہمیں اب اپنی زندگی کی کوئی پروانہیں۔ ہم ربِ حقیقی پر ایمان لا چکے ہیں۔ امید ہے کہ وہ ہماری تمام خطاؤں سے درگزر فرمائے گا کیونکہ ہم نے حق کو سامنے آتے ہی قبول کرلیا ہے۔ اللہ ہم سب کو بھی دین پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۲ تا ۶۰

فرعون کا تعاقب

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کو حکم دیا کہ وہ ایک رات میں اپنی قوم کو لے کر نکل کھڑے ہوں۔ اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ حضرت موسیٰ ؑ کی قوم کا تعاقب کیا۔ گویا اللہ نے فرعونیوں کو آرام دہ گھروں اور حسین باغات سے نکالا اور تباہی کی طرف ہانک دیا۔ صبح کے وقت جب سورج طلوع ہو رہا تھا تو فرعون کے لشکر بنی اسرائیل کے بالکل قریب پہنچ گئے۔

آیات ۶۱ تا ۶۸

اللہ پر توکل کی اعلیٰ مثال

یہ آیات حضرت موسیٰ ؑ کے اللہ پر توکل کی اعلیٰ مثال کا ذکر کر رہی ہیں۔ جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ آگے سمندر ہے اور پیچھے سے فرعون کے لشکر قریب آ چکے ہیں تو فریاد کرنے لگے کہ ہم تو مارے گئے۔ حضرت موسیٰ ؑ نے اطمینان سے فرمایا: اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے۔ وہ ضرور راستہ نکال دے گا)۔ اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰ ؑ نے سمندر پر عصا مارا۔ سمندر پھٹ گیا۔ درمیان میں خشک راستہ بن گیا جس سے گزر کر بنی اسرائیل سمندر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ فرعون اور اُس کا لشکر جب راستہ کے درمیان میں تھے تو راستہ کے دونوں طرف کا پانی مل گیا اور وہ سب غرق ہو گئے۔

آیات ۶۹ تا ۷۷

بت پرستوں سے حضرت ابراہیمؑ کے سوالات

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور بت پرستوں کے درمیان ایک مکالمہ کا ذکر ہے۔ حضرت

ابراہیمؑ نے اپنے والد اور قوم سے دریافت کیا کہ تم اللہ کے سوا کن کی عبادت کرتے ہو۔اُنہوں نے جواب دیا کہ پتھر کی مورتیوں کی۔حضرت ابراہیمؑ نے شرم دلائی کہ غور تو کرو کیا یہ مورتیاں تمہاری پکار کو سنتی ہیں یا تمہیں نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتی ہیں۔قوم لاجواب ہوگئی اور جواب دیا یہ ہمارے آباء واجداد کا طریقہ ہے۔حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ معبودِ حقیقی اللہ کے سوا دیگر تمام معبود ہمارے خیر خواہ نہیں بلکہ دشمن ہیں۔اِن کی عبادت معبودِ حقیقی کو ناراض کرنے والی ہے۔اگر معبودِ حقیقی ناراض ہوگیا تو پھر ہماری بربادی وتباہی کو کون روک سکتا ہے؟

آیات ۷۸ تا ۸۲

ذکرِ معرفتِ ربانی ...... حضرت ابراہیمؑ کی زبانی

یہ آیات حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے معرفتِ ربانی کے ایمان افروز بیان پر مشتمل ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ ہی نے مجھے پیدا فرمایا اور وہی مجھے ہر معاملہ میں سیدھی راہ کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ وہی مجھے کھلاتا ہے اور وہی مجھے پلاتا ہے۔ جب میں اپنی بے احتیاطی سے بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ پھر وہی مجھے موت دے گا اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔اُس مہربان ہستی سے میں امید کرتا ہوں کہ روزِ جزا وہ میری تمام خطاؤں کو معاف فرمادے گا۔

آیات ۸۳ تا ۸۹

حضرت ابراہیمؑ کی ایمان افروز دعائیں

حضرت ابراہیمؑ کی حسب ذیل ایمان افروز دعائیں اِن آیات میں نقل کی گئیں:

i- اے میرے رب مجھے حکمت جیسی خیرِ کثیر عطا فرما۔

ii- اے میرے رب مجھے دنیا اور آخرت میں صالحین کی رفاقت نصیب فرمایا۔

iii- اے میرے رب میرے بعد والوں میں بھی میرا ذکرِ خیر جاری وساری فرما یعنی مجھے ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما کہ میں اُن کے لیے اُسوہ بن جاؤں اور وہ میری پیروی کریں۔

iv- اے میرے رب مجھے نعمتوں والی جنت کا وارث بنا۔

v- اے میرے رب میرے والد کی بخشش فرما اگرچہ وہ گمراہوں میں سے تھا۔

vi- اے میرے رب مجھے روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرما۔ وہ روز کہ جب مال اور بیٹے کام نہ آئیں گے بلکہ وہ دل کام آئے گا جس پر نہ گناہوں کی آلودگی ہو اور نہ ہی غفلت کے پردے۔

اللہ ہم سب کے حق میں مذکورہ بالا دعائیں قبول فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۰ تا ۱۰۴

جہنم میں گمراہوں کی آہ وزاری

یہ آیات روزِ قیامت کے احوال بیان کر رہی ہیں۔ اُس روز ایک طرف پرہیزگاروں کے لیے جنت کو آراستہ کیا جائے گا تو دوسری طرف جہنم کو گمراہوں کے قریب لے آیا جائے گا۔ پھر تمام گمراہ جہنم میں اوندھے منہ گرا دیے جائیں گے۔ اب گمراہ لوگ اپنے سرداروں پر لعن طعن کریں گے۔ وہ فریاد کریں گے کہ ہم نے کچھ مجرموں کے بہکاوے میں آکر تمہیں بڑا مانا اور تمہاری اطاعت کی جو بہت بڑی گمراہی ثابت ہوئی۔ ہائے آج کوئی ہمارا سفارشی نہیں اور نہ ہی کوئی گرم جوش حمایتی۔ اے کاش ہمیں دنیا میں دوبارہ لوٹنا نصیب ہو تو ہم بھی معبودِ حقیقی پر اُس کی توحید کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ اللہ شرک کرنے والوں اور دنیا دار قائدین کی پیروی کرنے والوں کو اِن مضامین سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۵ تا ۱۱۰

حضرت نوحؑ کی بے لوث دعوت

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی دعوت کا بیان ہے۔ آپؑ نے اپنی قوم کے سامنے اپنے مثالی سیرت وکردار کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر پیش کیا۔ قوم کو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی اور اِس کے لیے اُن سے اپنی اطاعت کا مطالبہ کیا۔ ساتھ ہی اُن پر واضح کر دیا کہ میں تم سے اِس تبلیغ پر کسی قسم کے اجر کا طلب گار نہیں ہوں۔

آیات ۱۱۱ تا ۱۲۲

قوم کا اعتراض اور حضرت نوحؑ کا جواب

حضرت نوحؑ کی دعوت کے جواب میں قوم کی اکثریت نے کہا کہ ہم کیسے آپ کی پیروی کریں۔ آپ کی پیروی کرنے والے تو ہمارے معاشرے کے گھٹیا یعنی غریب لوگ ہیں۔ حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ مجھے اِس سے سروکار نہیں کہ اُن کا کیا پیشہ ہے؟ میں ایسے نیک سیرت لوگوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ طویل عرصہ کی بحث کے بعد قوم نے حضرت نوحؑ کو سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔ حضرت نوحؑ نے اللہ سے مدد کی درخواست کی۔ اللہ نے مدد فرمائی۔ حضرت نوحؑ اور اُن کے ساتھ اہل ایمان کو ایک کشتی کے ذریعہ محفوظ رکھا اور باقی پوری قوم کو ایک طوفان کے ذریعہ غرق کر دیا۔

آیات ۱۲۳ تا ۱۳۵

حضرت ہودؑ کی دعوت

یہ آیات حضرت ہودؑ کی دعوت بڑی وضاحت سے پیش کر رہی ہیں۔ اُنھوں نے اپنے کردار کی پاکیزگی کو بطورِ مثال پیش کرتے ہوئے اپنی رسالت کا اعلان کیا۔ قوم سے تقاضا کیا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اِس کے لیے میری اطاعت کرو۔ میری یہ تمام دعوت بغیر کسی غرض کے ہے۔ تم بلند یادگاریں بنا کر وسائل کو ضائع کرتے ہو۔ عمارات کی مضبوطی پر بلاوجہ پیسہ برباد کرتے ہو اور محکوم قوموں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرتے ہو۔ اُس اللہ کی نافرمانی سے بچو جس نے تمہیں بیٹے اور مویشی عطا کیے۔ حسین باغات دیے اور اُن میں پانی کے چشمے بہا دیے۔ اگر تم اپنی نافرمانیوں سے باز نہ آئے تو پھر مجھے تم پر ایک بڑے دن کا عذاب آنے کا خوف ہے۔

آیات ۱۳۶ تا ۱۴۰

قومِ ہودؑ کی ہٹ دھرمی

حضرت ہودؑ کی دعوت کو قوم نے حقارت سے رد کر دیا۔ اکڑ کر کہا کہ ہمیں نصیحت کرو یا نہ کرو ہم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ ہم پر کوئی عذاب نہ آئے گا۔ ماضی میں بھی قوموں کو ایسی دھمکیاں دی جاتی رہی

ہیں۔آخر کار اللہ کا غضب بھڑک اٹھا اور اللہ نے انکار کرنے والے تمام مجرموں کو ہلاک کر دیا۔

آیات ۱۴۱ تا ۱۵۲

حضرت صالحؑ کی دعوت

اِن آیات میں حضرت صالحؑ کی دعوت مذکور ہے۔اُنہوں نے کہا کہ دیکھو میرا آج تک کا کردار میری سچائی پر شاہد ہے۔میں اللہ کا رسول ہوں۔میری اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو۔ میں تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا۔غور کرو کیا تم ہمیشہ اِن دنیا کی نعمتوں سے استفادہ کرتے رہو گے۔خوبصورت باغات اور ٹھنڈے چشموں سے فیضیاب ہوتے رہو گے ۔طرح طرح کی فصلوں اور ملائم کھجوروں سے لطف اندوز ہوتے رہو گے۔ پہاڑوں کو تراش تراش کر آرام دہ گھر بناتے رہو گے۔نہیں ایک روز تمہیں اِن نعمتوں کا حساب دینا ہوگا۔لہٰذا اللہ کی بندگی کرو۔زمین میں فساد مچانے والوں کی پیروی مت کرو۔

آیات ۱۵۳ تا ۱۵۹

حضرت صالحؑ کی قوم کا تکبر

حضرت صالحؑ کی قوم یعنی قومِ ثمود نے حضرت صالحؑ کی دعوت کو بڑے تکبر سے رد کر دیا۔ حضرت صالحؑ کی بشریت پر اعتراض کیا اور اُنہیں جادو زدہ قرار دے دیا۔اُن سے مطالبہ کیا کہ رسالت کے ثبوت کے طور پر کوئی نشانی پیش کریں۔اللہ نے نشانی کے طور پر ایک پہاڑ سے زندہ اونٹنی برآمد کر دی۔حضرت صالحؑ نے قوم کو آگاہ کیا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے لہٰذا اِس کے کھانے اور پینے میں رکاوٹ نہ ڈالنا۔اگر تم نے اِسے بری نیت سے ہاتھ لگایا تو مارے جاؤ گے۔قوم نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا اور پھر اللہ نے بھی ایک زلزلہ کے ذریعہ پوری قوم کو ملیا میٹ کر دیا۔

آیات ۱۶۰ تا ۱۶۶

حضرت لوطؑ کی دعوت

یہ آیات حضرت لوطؑ کی دعوت کی تفصیل بیان کر رہی ہیں۔حضرت لوطؑ نے اپنی رسالت کا

ثبوت اپنے اعلیٰ کردار کی مثال سے پیش کیا اور قوم سے مطالبہ کیا کہ میری بات مانو اور زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ کی فرمانبرداری کرو۔ میری یہ نصیحت بالکل بے لوث اور بغیر کسی لالچ کے ہے۔ تم جنسی جذبات کی تسکین کے لیے بیویوں کے پاس جانے کے بجائے ہم جنس پرستی کرتے ہو۔ بلاشبہ تم حد سے گزرنے والے ہو۔

آیات ۱۶۷ تا ۱۷۵

قوم لوطؑ کی جہالت

حضرت لوطؑ کی قوم نے حضرت لوطؑ کی دعوت کا مذاق اڑایا اور اُنہیں اپنی بستی سے نکال دینے کی دھمکی دی۔ حضرت لوطؑ نے اللہ سے مدد کی التجا کی۔ اللہ نے حضرت لوطؑ اور اُن کے گھر والوں کو بحفاظت بستی سے نکال لیا۔ البتہ اُن کی بیوی بستی میں رہی اور بستی والوں کے ساتھ عذاب سے دوچار ہوئی۔ عذاب کی صورت یہ تھی کہ اللہ نے اُس بستی کو الٹ دیا اور اُس پر کنکریوں کی بارش برسادی۔

آیات ۱۷۶ تا ۱۸۴

حضرت شعیبؑ کی دعوت

اِن آیات میں حضرت شعیبؑ کی دعوت کا مضمون ہے۔ اُنھوں نے جنگل والی قوم کے سامنے دعویٰ کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرا صاف ستھرا کردار اِس کی دلیل ہے۔ میری اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو۔ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو اللہ کے حوالے ہے۔ دیکھو ناپ تول میں کمی نہ کرو اور لوگوں کو اُن کا پورا حق دو۔ زمین میں نافرمانیاں کرتے نہ پھرو۔

آیات ۱۸۵ تا ۱۹۱

جنگل والوں کی رعونت

جنگل والی قوم نے حضرت شعیبؑ کی دعوت کا انکار کر دیا۔ اُنہیں جادوزدہ قرار دے دیا اور بشر قرار دیتے ہوئے رسول ماننے سے انکار کر دیا اور مطالبہ کیا کہ ہم پر آسمان کو گرا دو ورنہ ہم سمجھیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔ اللہ نے اُن منکرین کو سزا دی اور اُن پر ایک ایسے دن عذاب آیا جس روز

سیاہ بادلوں نے پورے ماحول کو تاریک کر دیا تھا۔

آیات ۱۹۲ تا ۱۹۵

قرآن الفاظ کے ساتھ نازل ہوا

یہ آیات قرآنِ حکیم کی عظمت بیان کر رہی ہیں۔ قرآنِ حکیم اللہ کا کلام ہے جسے حضرت جبرائیلؑ نے اللہ کے حکم سے نبی اکرم ﷺ کے مبارک قلب پر نازل کیا ہے۔ یہ نزول الفاظ کے ساتھ اور واضح عربی زبان میں ہوا ہے تا کہ نبی اکرم ﷺ اِس کے ذریعہ لوگوں کو کائنات کے اصل حقائق سے آگاہ فرما دیں۔ بعض دانشوروں کا یہ تصور کہ قرآن کا پیغام تو اللہ کا ہے لیکن اِسے نبی اکرم ﷺ نے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا ہے گمراہ کن ہے۔ اِس تصور کے ذریعہ ایسے عناصر فرشتوں کا انکار کرتے ہیں یعنی وحی کا نزول فرشتوں کے بغیر براہِ راست خیال کے ذریعہ نبی ﷺ کے قلب پر ہوا اور پھر آپ ﷺ نے اِس خیال کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا۔ اللہ تمام گمراہیوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۹۶ تا ۱۹۷

سابقہ آسمانی کتابیں قرآن کی عظمت پر دلیل ہیں

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ کریم کے نزول کی پیشنگوئیاں سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل کے حق پرست علماء بھی قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے اور اِس کی تعلیمات کے برحق ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔

آیات ۱۹۸ تا ۲۰۹

قرآن پر ایمان نہ لانے والوں کا انجام

یہ آیات ایک مجرمانہ روش سے آگاہ کر رہی ہیں۔ وہ روش یہ ہے کہ قومیں واضح نشانیاں آنے کے باوجود اللہ کی کتابوں پر ایمان نہیں لاتیں اور پھر عذاب سے دوچار ہوتی ہیں۔ اگر اہلِ مکہ کے سامنے کوئی عجمی بولنے والا نبی آ کر واضح عربی میں قرآن پیش کرتا تو بھی وہ ایمان نہ لاتے۔ پھر جس طرح ماضی میں ایسی مجرم قوموں پر عذاب آیا تو اِسی طرح اِن مکہ والوں پر بھی

عذاب آ کر رہے گا۔اب یہ فریاد کریں گے کہ کاش ہمیں مہلت مل جائے۔البتہ جب عذاب آجائے تو پھر مہلت نہیں دی جاتی۔ہاں عذاب آنے سے پہلے بار بار خبردار کیا جاتا ہے۔

آیات ۲۱۰ تا ۲۱۲

قرآن کسی کاہن کا کلام نہیں

مشرکینِ مکہ بہتان لگاتے تھے کہ معاذ اللہ نبی اکرم ﷺ کاہن ہیں۔شیاطینِ جن اِن پر قرآن لے کر اترتے ہیں۔اِن آیات میں اِس بہتان کی زوردار نفی کی گئی۔شیاطین کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ قرآن لاسکیں کیونکہ وہ تو قرآن کی سماعت سے ہی محروم کر دیے گئے ہیں۔

آیات ۲۱۳ تا ۲۲۰

نبی اکرم ﷺ کے لیے خصوصی ہدایات

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ سے خصوصی خطاب ہے اور اُنہیں چند خصوصی ہدایات دی گئیں:

i- مشرکین کے دباؤ میں آکر اُن کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہ کیجیے گا یعنی اُن کا یہ مطالبہ نہ مانیے گا کہ کچھ عرصہ آپ ﷺ اُن کے معبودوں کو پکاریں اور پھر وہ اتنے ہی عرصہ معبودِ واحد کو پکاریں گے۔

ii- اپنے قریبی رشتہ داروں کو آخرت میں ہونے والے حساب کتاب کے حوالے سے خبردار کرتے رہیں۔

iii- ایسے ساتھیوں کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آئیں جو ایمان لا کر آپ ﷺ کی پیروی کر رہے ہیں۔

iv- اگر کوئی ساتھی آپ ﷺ کی نافرمانی کرے تو اُس کی تربیت کے لیے سرزنش کیجیے اور صاف کہہ دیجیے کہ میں تمہاری اِس روش سے بری الذمہ ہوں۔

v- اُس اللہ پر توکل کیجیے جو ہر وقت آپ ﷺ پر نظرِ کرم رکھتا ہے۔آپ ﷺ تہجد میں قیام کرتے ہیں تو وہ آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔پھر جب آپ ﷺ دیگر ساتھیوں کی

تہجد کی نماز کا جائزہ لینے نکلتے ہیں وہ تب بھی آپ ﷺ پر نگاہ کرم رکھتا ہے۔ بلا شبہ وہ سب دیکھنے والا، سب سننے والا اور ہر بات کا جاننے والا ہے۔

آیات ۲۲۱ تا ۲۲۳

کاہنوں کا کردار

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ کاہن لوگ پرلے درجہ کے جھوٹے اور مکار ہوتے ہیں۔ وہ ہر طرح کے گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر شیاطینِ جن نازل ہوتے ہیں اور سنی سنائی باتیں اُن تک پہنچاتے ہیں۔ یہ باتیں بھی زیادہ تر جھوٹی خبروں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جو لوگ نبی اکرم ﷺ جیسے اعلیٰ خلاق و کردار کی حامل ہستی کو کاہن قرار دیتے ہیں وہ غور کریں کہ کتنی بڑی ناانصافی کر رہے ہیں۔

آیات ۲۲۴ تا ۲۲۶

شاعروں کا کردار

اِن آیات میں شاعروں کی اکثریت کے کردار کے تین منفی پہلو بیان کیے گئے:

i- شاعروں کی پیروی کرنے والے گمراہ قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

ii- شاعر ہر وادی میں بھٹکتے ہیں یعنی ہر محفل کا رنگ دیکھ کر اُسی کے مطابق شعر کہتے ہیں تاکہ داد اور نذرانے وصول کر سکیں۔

iii- وہ دعوے بڑے بڑے کرتے ہیں لیکن عمل کے اعتبار سے انتہائی پست کردار رکھتے ہیں۔

ایک طرف شاعروں کا مذکورہ بالا کردار رہا ہے جب کہ دوسری طرف نبی اکرم ﷺ کی شان ہے کہ آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے انتہائی پارسا ہیں۔ آپ ﷺ ہر محفل میں ایک ہی دعوت پیش فرماتے ہیں اور لوگوں سے کسی اجر کے طلب گار نہیں ہیں۔ وہ لوگوں کو جس عمل کی دعوت دیتے ہیں سب سے پہلے خود اُس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ بلا شبہ ایسے لوگ بہت بڑے ناانصاف ہیں جو آپ ﷺ کو شاعر قرار دے رہے ہیں۔

آیت ۲۲۷

اچھے شاعروں کا کردار

اِس آیت میں اعتراف کیا گیا کہ شاعروں میں کچھ نیک سیرت بھی ہوتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں ، شریعت کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں، شاعری کے ذریعہ اللہ کا ذکر اور اُس کی تعلیمات کو عام کرتے ہیں اور دینِ اسلام کے شعائر پر اعتراض کرنے والے شاعروں کے خبیث کلام کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔ جو بد باطن دینِ اسلام کے شعائر پر اعتراض کرتے ہیں یا اُن کا مذاق اڑاتے ہیں، اُنہیں عنقریب اپنی اِس حرکت کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

سورۂ نمل

اللہ کی بے مثال قدرتوں کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ کی کئی بے مثال قدرتوں کا بیان آیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۶ — ایمان بالآخرت
- آیات ۷ تا ۱۴ — حضرت موسیٰؑ پر ظہورِ نبوت
- آیات ۱۵ تا ۴۴ — حضرت سلیمانؑ پر اللہ کی عنایات
- آیات ۴۵ تا ۵۳ — قومِ ثمود کی بدبختی
- آیات ۵۴ تا ۵۸ — قومِ لوطؑ کی خباثت
- آیات ۵۹ تا ۶۶ — اللہ تعالیٰ کی عالی شان قدرتیں
- آیات ۶۷ تا ۸۲ — مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۸۳ تا ۹۰ — ایمان بالآخرت
- آیات ۹۱ تا ۹۳ — نبی اکرم ﷺ کے لیے تین ہدایاتِ ربانی

آیات ۱ تا ۶

ایمان بالآخرت کی اہمیت

یہ آیات سورۂ مبارکہ کی پرشکوہ تمہید ہیں۔ اِن میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ کریم ایک واضح کتاب ہے جو ایسے مومنوں کے لیے ہدایت ہے جو نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور بالخصوص آخرت کے واقع ہونے پر پختہ یقین رکھیں۔ اِس کے برعکس جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لیے دنیا کی عارضی سہولیات مرغوب کر دی جاتی ہیں۔ روزِ قیامت اُن کے لیے بدترین عذاب ہوگا اور وہ سب سے زیادہ خسارے میں ہوں گے۔ اِن حقائق سے وہ ہستی آگاہ فرما رہی ہے جو بڑی حکیم اور کامل علم رکھنے والی ہے۔

آیات ۷ تا ۱۴

حضرت موسیٰ؈ پر ظہورِ نبوت

اِن آیات میں اُس واقعہ کا بیان ہے کہ جب حضرت موسیٰ؈ مدین سے واپس مصر آ رہے تھے۔ طور پہاڑ کے قریب اُنہوں نے آگ دیکھی۔ جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو اللہ کی طرف سے ندا آئی کہ اے موسیٰ؈! میں اللہ ہوں، تمام جہانوں کا رب، زبردست اور انتہائی حکمت والا۔ اِس کے بعد حضرت موسیٰ؈ کو دو نشانیاں عطا کی گئیں۔ اُن کا عصا زمین پر گر کر سانپ کی صورت اختیار کر لیتا اور وہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالتے تو وہ چمک رہا ہوتا۔ اِس کے بعد حضرت موسیٰ؈ کو حکم دیا گیا کہ وہ اِن نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس جائیں اور اُنہیں زمین میں فساد سے روکیں۔ فرعون اور اُس کے سرداروں نے حضرت موسیٰ؈ کی پیش کردہ نشانیوں کو جادو قرار دیا حالانکہ وہ باطنی طور پر جان چکے تھے کہ حضرت موسیٰ؈ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اُن کی پیش کردہ نشانیاں معجزات ہیں۔ اُنہوں نے انتہائی تکبر کے ساتھ حضرت موسیٰ؈ کی دعوت کا مذاق اڑایا اور سرکشی کی روش جاری رکھی۔ آخر کار اللہ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

آیات ۱۵ تا ۱۹

حضرت سلیمانؑ پر اللہ کا فضل

یہ آیات اُس فضل کی تفصیل بتا رہی ہیں جو اللہ نے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ پر کیا۔ اُن دونوں کو اللہ نے علم کی دولت عطا کی ۔ پھر بار بار اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی ۔ حضرت سلیمانؑ کو ایسے لشکر عطا کیے جن میں انسانوں کے علاوہ جنات اور پرندے بھی شامل تھے ۔ پھر اُنہیں پرندوں اور حشرات الارض کی بولیاں بھی سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی ۔ ایک روز جب اُن کا لشکر ایک ایسی وادی سے گزرا جہاں چیونٹیوں کی کثرت تھی تو ایک چیونٹی نے پکار کر دیگر چیونٹیوں سے کہا کہ اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمانؑ کا لشکر تمہیں کچل دے۔ اُس کی یہ پکار سن کر حضرت سلیمانؑ ہنس پڑے اور بے اختیار اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے عرض کیا :

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

”اے میرے رب مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر کروں تیری اُس نعمت کا جو تو نے مجھ پر کی اور میرے والدین پر کی اور مجھے توفیق عطا فرما تا کہ میں ایسا عمل کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما“۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۸

ہُد ہُد کے ذریعہ قومِ سبا کا تعارف

اِن آیات میں حضرت سلیمانؑ کے لشکر میں شامل ایک پرندہ کی زبان سے یمن میں آباد قومِ سبا کا تعارف بیان کیا گیا ہے ۔حضرت سلیمانؑ نے ایک روز اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ ہُد ہُد بغیر رخصت کے غائب ہے ۔ اُنہوں نے فرمایا کہ اگر وہ کوئی معقول عذر لے کر نہ آیا تو اُسے سزا دی جائے گی ۔ کچھ ہی دیر میں ہُد ہُد آ گیا۔ اُس نے بتایا کہ وہ اڑتے اڑتے یمن تک گیا اور وہاں سبا نامی ایک قوم کو آباد پایا۔ اُس کی حکمران ایک ملکہ ہے جسے ہر نعمت عطا کی گئی

ہے۔ خاص طور پر اُس کا تخت انتہائی نفیس اور قیمتی ہے۔ وہ قوم شیطان کی گمراہی کے تحت سورج کی پرستش کرتی ہے حالاں کہ معبودِ حقیقی اللہ ہے۔ وہ اللہ جو پوری کائنات کا مالک ہے۔ کائنات کے پوشیدہ خزانوں کو ظاہر فرماتا رہتا ہے۔ تمام انسانوں کے رازوں سے واقف ہے اور بلاشبہ سب سے عظیم تخت کا مالک ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کے حوالے اپنا خط کیا کہ جا کر ملکہ سبا کو دے آؤ اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اِس کا کیا جواب دیتی ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۳

ملکہ سَبا کی مشاورت

ملکہ سَبا کو جب حضرت سلیمانؑ کا خط ملا تو اُس نے فوراً اپنی ریاست کے تمام عمائدین کو جمع کیا۔ اُنہیں حضرت سلیمانؑ کا خط پڑھ کر سنایا۔ اِس خط میں حضرت سلیمانؑ نے قومِ سبا کو پیغام بھیجا تھا کہ میری اطاعت قبول کر کے میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ ملکہ نے عمائدین سے کہا کہ میں بغیر مشاورت کے کوئی فیصلہ نہیں کرتی۔ اب بتاؤ کہ حضرت سلیمانؑ کے پیغام کا جواب ہم کس طرح دیں؟ عمائدینِ سلطنت نے کہا کہ ہمیں پوری طاقت سے اُن کا مقابلہ کرنا چاہیے اور ہم اِس کے لیے تیار ہیں۔ البتہ فیصلے کا اختیار آپ کو ہے آپ جو چاہیں فیصلہ کر لیں۔

آیات ۳۴ تا ۳۵

ملکہ سَبا کا حکیمانہ قول

اِن آیات میں ملکہ سَبا کا حکیمانہ قول نقل کیا گیا جس میں ایک ایسی حقیقت بیان ہوئی ہے جو ہر دور میں نظر آتی ہے۔ بلاشبہ ہر دور میں بادشاہوں کی اکثریت محکوم علاقوں میں فساد مچاتی رہی ہے اور محکوم قوم کے باضمیر لوگوں کو ذلیل کرتی رہی ہے۔ بقول مولانا مودودیؒ:

> ’’اِس ایک فقرے میں امپیریلزم اور اُس کے اثرات ونتائج پر مکمل تبصرہ کر دیا گیا ہے۔ بادشاہوں کی ملک گیری اور فاتح قوموں کی دوسری قوموں پر دست درازی کبھی اصلاح اور خیر خواہی کے لیے نہیں ہوتی۔ اُس کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ دوسری قوم کو خدا نے جو رزق دیا ہے اور جو وسائل و ذرائع عطا کیے ہیں اُن سے وہ خود متمتع ہوں اور اُس قوم کو اتنا بے بس کر دیں کہ وہ کبھی اُن کے

مقابلے میں سر اٹھا کر اپنا حصہ نہ مانگ سکے۔ اِس غرض کے لیے وہ اُس کی خوشحالی اور طاقت اور عزت کے تمام ذرائع ختم کر دیتے ہیں۔ اُس کے جن لوگوں میں بھی اپنی خودی کا دم داعیہ ہوتا ہے اُنہیں کچل کر رکھ دیتے ہیں، اُس کے افراد میں غلامی، خوشامد، ایک دوسرے کی کاٹ ایک دوسرے کی جاسوسی، فاتح کی نقالی، اپنی تہذیب کی تحقیر، فاتح تہذیب کی تعظیم اور ایسے ہی دوسرے کمینہ اوصاف پیدا کر دیتے ہیں اور اُنہیں بتدریج اِس بات کا خوگر بنا دیتے ہیں کہ وہ اپنی کسی مقدس چیز کو بھی بیچ دینے میں تأمل نہ کریں اور اجرت پر ہر ذلیل سے ذلیل خدمت انجام دینے کے لیے تیار ہو جائیں''۔ (تفہیم القرآن جلد سوم، سورۂ نمل آیت ۳۴ حاشیہ ۳۹)

اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

آ بتاؤں تجھ کو رمزِ آیۂ انّ الملوک
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اِک جادوگری
خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اُس کو حکمراں کی ساحری

ملکہ نے فیصلہ کیا کہ چند تحائف بھیج کر حضرت سلیمانؑ کے مزاج کا اندازہ لگاتے ہیں کہ آیا وہ دنیا پرست بادشاہ ہیں یا اُن کے کچھ اور مقاصد ہیں۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

حضرت سلیمانؑ کی دنیاداری سے نفرت

حضرت سلیمانؑ اِس بات پر غضبناک ہوئے کہ اُنہیں قیمتی تحائف دے کر دنیاداری کی طرف راغب کیا جا رہا ہے۔ اُنہوں نے ملکہ کے بھیجے ہوئے تحائف لوٹا دیئے اور ملکہ کے قاصد سے کہا کہ ہم عنقریب ایسے لشکروں سے تمہاری ریاست پر حملہ آور ہوں گے جن کا مقابلہ کرنا تمہارے لیے ممکن نہ ہوگا۔

آیات ۳۸ تا ۴۱

حضرت سلیمانؑ پر اللہ کا انعام

حضرت سلیمانؑ نے اپنے مصاحبین سے کہا کہ تم میں سے کون ملکہ کی سب سے قیمتی شے یعنی

اُس کے تخت کو ملکہ کے یہاں آمد سے قبل اٹھا کر لا سکتا ہے۔عفریت نامی جن نے کہا کہ میں آپ کے دربار برخواست کرنے سے پہلے پہلے یہ خدمت انجام دے سکتا ہوں ۔ایک اور مصاحب نے جسے اللہ نے کوئی خاص علم دے رکھا تھا عرض کیا کہ میں یہ کام چشمِ زدن میں کر سکتا ہوں اور اُس نے ایسا کر دیا۔حضرت سلیمانؑ نے اللہ کی اِن نعمتوں کا شکر ادا کیا۔اب اُنہوں نے ملکہ کی ذہانت کا امتحان لینے کے لیے حکم دیا کہ ملکہ کے تخت میں کچھ تبدیلیاں کر دو تا کہ ہم دیکھیں کہ ملکہ اپنا تخت پہچانتی ہے یا نہیں؟

آیات ۴۲ تا ۴۴

ملکۂ سبا کا قبولِ اسلام

ملکۂ سبا جب حضرت سلیمانؑ کے پاس آئیں تو اپنا تخت فوراً پہچان لیا۔اُنہوں نے حضرت سلیمانؑ کی عظمت اور پارسائی کا اعتراف کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ جب وہ حضرت سلیمانؑ کے محل میں داخل ہوئیں تو شیشہ کے فرش کے ظاہر سے دھوکہ کھا گئیں اور اُسے پانی سمجھ کر اپنا دامن سمیٹنے کی کوشش کی تا کہ لباس گیلا نہ ہو۔حضرت سلیمانؑ نے بتایا کہ یہ پانی نہیں بلکہ شیشہ کی کاری گری ہے۔اب وہ جان گئیں کہ اشیاء کا ظاہر کچھ ہوتا ہے اور حقیقت کچھ اور۔ ہم ظاہری چمک سے متأثر ہو کر نتائج اخذ کر لیتے ہیں اور حقیقت کو نہیں پاتے۔

اے اہلِ نظر ، ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اور

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

ہم سورج کی چمک سے متاثر ہو کر اُس کو معبود سمجھ بیٹھے حالاں کہ اصل معبود وہ اللہ ہے جس نے سورج کو اور اُس کی تاثیر کو پیدا فرمایا ہے۔

آیات ۴۵ تا ۴۷

قومِ ثمود کی بدبختی

اِن آیات میں قومِ ثمود کی بدبختی کا ذکر ہے۔حضرت صالحؑ نے اُنہیں اللہ کی بندگی کی دعوت دی ۔ جواب میں اُنہوں نے حضرت صالحؑ اور اہلِ ایمان کو نحوست کے پھیلنے کا سبب قرار دیا اور بڑی حقارت سے دعوتِ حق کو ٹھکرا دیا۔ پھر حضرت صالحؑ سے عذاب لانے کا مطالبہ کیا۔حضرت صالحؑ نے سمجھایا کہ کیوں خیر کے بجائے شر کے لیے جلدی کر رہے ہو؟ میری رسالت تمہارے لیے ایک آزمائش ہے۔آزمائش میں کامیابی کی سبیل کرو اور اِس کے لیے میری اطاعت کرو۔

آیات ۴۸ تا ۵۳

قومِ ثمود کی سازش اور اُس کا انجام

یہ آیات اُس سازش کا تذکرہ کر رہی ہیں جو قومِ ثمود کے ۹ سرداروں نے حضرت صالحؑ کے خلاف کرنے کی کوشش کی۔اُنہوں نے طے کیا کہ ہم رات میں حضرت صالحؑ کے گھر پر حملہ کر کے اُن کے تمام اہلِ خانہ کو ہلاک کر دیں گے اور بعد میں اِس جرم کا اقبال کرنے سے انکار کر دیں گے۔اللہ نے اُن کے ناپاک منصوبہ کو ناکام بنایا اور ایک زلزلہ کے ذریعے پوری قوم کو تہس نہس کر دیا۔صرف صالحؑ اور اُن کے ساتھ اہلِ ایمان کو بچالیا گیا۔

آیات ۵۴ تا ۵۸

قومِ لوطؑ کی خباثت اور اُس کا انجام

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ ہم جنس پرستی کا جرم تاریخِ انسانی میں سب سے پہلے قومِ لوطؑ نے کیا۔حضرت لوطؑ نے اُنہیں جب اِس جرم سے باز آنے کی تلقین کی تو اُنہوں نے حضرت لوطؑ اور اُن کے اہلِ خانہ کو بستیوں سے نکال باہر کرنے کی دھمکی دی۔اللہ نے حضرت لوطؑ کو اُن کے اہلِ خانہ سمیت اُن بستیوں سے بہ حفاظت نکالا اور پھر بستیوں کو الٹ دیا۔اِس کے بعد اُن بستیوں پر کنکریوں کی بارش برسائی۔پوری قوم تباہ ہوئی اور اُن کے ساتھ حضرت لوطؑ کی بیوی

بھی عذاب کا شکار ہوئی کیونکہ اُس کی ہمدردیاں اُس فاسق قوم کے ساتھ تھیں۔

آیت ۵۹

اللہ بہتر ہے یا معبودانِ باطل

اِس آیت سے اللہ کی قدرتوں کے بیان کا ایک نیا مضمون شروع ہو رہا ہے۔ اِس مضمون کی ابتدا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی حمد اور اُس کے چنے ہوئے بندوں یعنی انبیاء کرام پر سلامتی کی بشارت سے کی جا رہی ہے۔ اِس کے بعد مشرکین کو دعوت دی جا رہی ہے کہ غور و فکر کرو کہ ایک طرف اللہ ہے جو ہر خوبی اور کمال کا پیکرِ کامل ہے۔ دوسری طرف تمہارے تراشے ہوئے لاچار اور بے یار و مددگار معبود ہیں۔ خود ہی فیصلہ کرو کہ کون بہتر ہے؟ بلاشبہ اللہ ہی بہتر ہے جس کے برابر نہ کوئی ہوا، نہ کوئی ہے اور نہ ہی کوئی ہوسکتا ہے۔

اپنے بھائی کی مدد کرو!

اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْصُرُہٗ اِذَا کَانَ مَظْلُوْمًا اَفَرَاَیْتَ اِذَا کَانَ ظَالِمًا کَیْفَ اَنْصُرُہٗ قَالَ تَحْجُزُہٗ اَوْ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِکَ نَصْرُہٗ (بخاری، مسلم)

''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم''۔ اِس پر ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اُس کی مدد کروں گا اگر وہ مظلوم ہے۔ کیا آپ بتائیں گے کہ اُس کی مدد میں کیسے کروں اگر وہ ظالم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اُس کا ہاتھ پکڑ لو یا اُسے روک دو ظلم کرنے سے، پس بے شک یہ ہے اُس کی مدد کرنا''۔